# فریضۂ حج ! شعائر وحدت اسلامی

مولانا سید ضمیر الحسن رضوی، وارانسی

مذہب اسلام کے بنیادی اصول کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو اتحاد بین المسلمین کی دعوت ہر عمل میں فراہم ہے۔ ایک مومن کی سب سے اہم عبادت نماز ہے اور شریعت مقدسہ کے جملہ قوانین میں اس افضل ترین عبادت نماز کو با جماعت ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ خدا کو مسلمانوں کا اتحاد واتفاق بے حد پسند ہے۔

اسی طرح خدائے کریم نے ہم کو حج جیسے عظیم فریضۂ عبادی کی دولت دیکر قوت اسلام کی سربلندی اور اس کی عظمت کی جانب متوجہ کیا ہے۔ جہاں بیک رنگ لباس بنام ''احرام'' اور بیک کلام ہم آہنگی بنام ''تلبیہ'' کی تلقین کر کے شریعت کے مقدس قانون کو یکجہتی کے چمکتے گہر میں پرو دیا ہے، تاکہ ہمارے قدم اور دوش سے دوش عالم طواف میں ملے رہیں۔ میدان عرفات میں یکجہتی وہم نشینی کا درس ہے تو مشعرالحرام میں باہمی وقوف کا۔ منیٰ میں ہم خیمہ شب باشی کا سلیقہ دیا ہے، تو رمی جمرہ میں یک رنگی عمل کا۔ اور اس طرح ہم کو لمحۂ فکریہ عطا کر دیا ہے کہ باہمی میل جول اور مروت واخوت اور بھائی چارگی کے دروس کس قدر لازمی امر ہیں۔ کاش ملت اسلامیہ اپنے اعمال اور اذکار وظائف کی یکجہتی پر غور کر لیتی۔ اور کاش عالم اسلام سے ایک مرکز پر مجتمع ہونے والے تمام برادران اسلام اس پر غور کر لیتے کہ زبانوں کے اختلافات اور رنگ ونسل و بو کے انتشارات بھی ہمارے مناسک حج پر کوئی رکاوٹ اور کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈال سکے۔

ہمارے تعصّبات اور ہماری جہالتوں نے ہم کو آج ذلتوں کے کس اندھے کنویں میں ڈھکیل دیا ہے کہ ہم معمولی معمولی سی باتوں کو وجہ اختلاف بنا کر استعمار واستکبار کی سازش کے شکنجوں میں خود کو کستے چلے جا رہے ہیں۔ ہم ذرہ برابر بھی نہ اپنے بارے میں اور نہ تو اپنے شؤون دینی واسلامی کے سلسلے میں فکر سے کام لیتے ہیں۔ کام لینا تو دور کی بات غور وفکر سے بھی بے بہرہ ہیں۔ آخر سوچیں کہ استعماری طاقتیں اور استکباری قوتیں آپسی اختلاف کثیر کے باوجود بھی مسلمانوں اور مذہب اسلام کے خلاف مورچہ بندی میں وحدت فکر ونظر کا مظاہرہ کر سکتی ہیں، مگر نان وگوشت کے دلدادہ اس طرح

متوجہ نہیں ہیں۔ آخر کیوں؟ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم کو من جانب اللہ کتنے بہانوں سے اجتماعی قوت حاصل ہے۔ اگر ہم عرصۂ حج کو رکن عبادی کے ساتھ ساتھ سیاسی زاویہ سے بھی محسوس کرکے استفادہ کریں تو دنیا بھر کے مسلمان عزت کی زندگی جی سکتے ہیں۔ ہمیں خدا نے کیا نہیں دیا ہے؟ فکر کی قوت، استنباط کی صلاحیت، دفاع وجہاد کی طاقت وفرصت، صنعت وحرفت کا ہنر، سیاست وبصیرت کا عنصر، سب کچھ تو اس وحدہ لاشریک نے ہم کو دے رکھا ہے، پھر بھی ہم اس قدر عقب ماندہ ودرماندہ کیوں ہیں؟ ہمارے رہبران مذہبی وسیاسی سبھی یکجا ہوتے ہیں پھر کیوں نہیں حج میں مسلمانوں اور عالم اسلام کے مستقبل کے لئے تھوڑا سا عرصہ اور وقفہ صرف کر لیتے؟

## حج کا ہدف کیا ہے؟

قرآن کریم کی آیتیں اور احادیث نبوی دونوں ہی میں ہمارے لئے حج کے اہداف پر روشنی موجود ہے۔ جب ہم دامن قرآن کریم دیکھتے ہیں تو اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مکان حج مرکز آمادگی نفوس بشر ہے، ارشاد ہوتا ہے ’’ جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس ‘‘ اللہ نے بیت الحرام کعبہ کولوگوں کے لئے (عام افراد) آمادگی کا مرکز قرار دیا ہے۔ اس آمادگی کو خودسازی اور خود سوزی کے سبق سے بھرپور قرار دئے جانے کے ساتھ ساتھ مستقبل ساز بھی بتایا گیا ہے، تاکہ فردی اور معاشرتی زندگی سے ہر گونہ آثار وعلائم تباہی وبربادی مٹ سکیں اور اسلامی سماج ایک مثالی سماج بن کر پورے عالم پر چھاجائے، پھر بنائے کعبہ کی علت ہمیں کسی اور جانب متوجہ کر رہی ہے۔ اس کی تطہیر کا اہتمام اور تعمیر کے بعد دعوت مردم بتوسط خلیلی اپنے جملہ مقاصد کے ساتھ ایک اہم پہلو کی طرف اشارہ کناں ہے جیسا کہ ارشاد باری میں ہے ”لیشھدوا منافع لھم“ جو اس بات کا بین اظہار ہے کہ مسلمین عالم کی منفعت اس سے وابستہ ہے۔ ہم فردی اور ذاتی فکر میں غلطاں ہیں جبکہ اجتماعی منفعت اہم ترین مسئلہ ہے۔ دور دراز علاقوں سے لوگوں کو حج کی دعوت بزبان خلیلؑ وحبیبؐ خدا صرف اس لئے دلوائی گئی ہے تاکہ اہل ایمان اس جگہ سے مستفیض ہوں اور یہاں کی تمام تر عظیم منفعتوں سے ان اہل ایمان کے دامن بھرے ہوں، مگر افسوس اس کا ہے کہ اس ایک اہم ہدف سے عام طور پر استفادہ نہیں کیا جارہا ہے، سوائے مملکت حق وحقانیت ایران کے۔ بحمدہ تعالیٰ جمہوری اسلامی ایران نے اس کو اپنا رکھا ہے اور ایام حج میں مسلسل حج سیمینار اور جلسات رکھ کر لوگوں کو دعوت غوروفکر دے رہے ہیں

اور اس موقع سے بھرپور استفادہ کررہے ہیں۔" فسوق ولا جدال فی الحج "بھی ایک اہم ہدف کی جانب اشارہ ہے، اگر چہ یہ گفتگو بہ عنوان مسئلہ وحکم یہ گفتگو ہے مگر ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر تم حج میں کسی طرح کی تصویب رائے اور اپنے آئندہ سازی کے لئے مل بیٹھ کر گفتگو کروگے تو بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ معاملات طے ہوجائیں گے، کیونکہ وہاں نہ تم کو فسق وجدال کی اجازت ہے نہ اسلحہ برداری کی اور معاملات ہمیشہ جھگڑے اور لڑائی کی نذر ہوکر ملتوی ہوجایا کرتے ہیں، جبکہ مرکز امن کعبہ جہاں تم حج کا فریضہ انجام دے رہے ہو، وہ بہ ہمہ جہت امن ہی کی جگہ ہے، تم وہاں مل بیٹھ کر جو بھی فیصلہ کروگے اور جو بھی طے کروگے اس میں اختلافات کے امکانات مفقود ہوجاتے ہیں۔ بنابریں وہیں پر تم اپنے معاشرے کے لئے کوئی مستقبل ساز لائحہ عمل طے کرسکتے ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تم کہیں بھی مأمون ومحفوظ نہیں ہو، بجز حدود مکہ کے، اغیار کہیں بھی تمہارے مسائل میں مداخلت کرسکتے ہیں مگر ہم نے حدود مکہ کو صرف تم پر کھول رکھا ہے وہاں اغیار کے داخلہ پر پابندی لگا کر ہم نے تم کو وہ آزادی دیدی ہے کہ جس میں تمہاری فکروں اور خیالات سے تشکیل یافتہ فیصلے کسی غیر کے تحت تسلط نہ واقع ہوں۔ تمام تر نقاط جہاں صرف اہل اسلام ہی جمع ہوتے ہیں جو بالکل آزادانہ، بلا کسی خوف وخطر کے احساس کے اپنے مسائل اور مشکلات کے لئے لائحہ عمل طے کرسکتے ہیں۔ کسی کفر پسند خیال کا دخل جب ہی ممکن ہوگا جب وہ لباس اسلام میں ملبوس ہوکر آجائے میدان عرفات کی آفتابی تپش اور ریگزار وادی کی جھلستی ہواؤں میں تم کو ہم نے اس لئے بیٹھا یا ہے کہ تم اپنے نفس میں اخلاص کی چنگاری جب جگالوگے اور زحمات کے شعلوں میں کندن بنکر قربانی کی منزلوں سے گذر کر میرے بندے بن جاؤگے تو واقعی معنوں میں صحیح فیصلے کرسکو گے۔ علاوہ اس کے صحرائے عرفات جو عمومی مشاہدہ کی جگہ ہے وہاں دو کپڑوں میں ملبوس رکھ کے ہم نے تمام پابندیاں عائد کردیں اور ایک جگہ تمام مسلمین کو یکجا کردیا کہ ان کا شعار اور ان کی روش دنیا داروں کے لگائے ہوئے بدنام زمانہ الزام کا منہ توڑ جواب ثابت ہو کہ یہ دہشت گرد نہیں بلکہ امن عالم کے علمبردار اور حق وعدالت کے محافظ وطرفدار ضرور ہیں۔

یقیناً آج کے خودساختہ منتظمین کعبہ کی یہ کرشمہ گری ہے کہ حج کا واقعی مفاد صرف صحرانوردی ہوکر رہ گیا ہے، ورنہ درحقیقت حج کے اہداف نیابت عالیہ سے وابستہ ہیں، یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر خداوند کریم ومتعال کو کیا پڑی تھی کہ وہ اتنے پیسے اور قابل اعتناء سرمایۂ مسلمین عالم کو اس طرح

سے گنواڈالے کہ وہ صرف چکر لگوائے، کنکریاں چلوائے اور قربانیاں کروائے؟ اتنی بڑی خلقت کو صرف میدانوں اور خیموں میں ٹہلوالینا تو اس کا مقصد ہو ہی نہیں سکتا یقیناً کوئی عظیم مقصد اور ہدف ہے جو ہمارے بے دین ماحول اور بے توجہی کے ماحول میں کہیں گم ہو کر رہ گیا ہے جس کو ڈھونڈھنے کی ضرورت ہے۔

بنابریں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حج بیت اللہ کردار سازی کے مرقعے کے ساتھ معاشرہ سازی کا بھی ذریعہ ہے۔ عبادی صورت کے آئینہ میں ملی وقومی مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کا بہترین ماحول اگر کہیں فراہم ہوسکتا ہے تو وہ اسی عبادت وفریضے کے سائے میں۔

آخر کلام میں ہم رہبر ملت واسلامی جمہوریت کی بقاء اور دوام کے لئے بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند کرتے ہوئے مہتمین سیمینار کے شکر گذار بھی ہیں جن کی مساعی جمیلہ نے یہ موقع فراہم کیا کہ ہم دوسروں سے کچھ سیکھ سکیں اور اپنی کچھ سنا کر دعائیں حاصل کرسکیں۔ والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ